# اوّلین کتب حدیث میں ''مؤطاامام مالک'' کا مقام (ایک تحقیقی جائزہ)

## *The place of the Muwatta Imaam Malik amongst the early books of Hadith (A research View)*

*کفایت اللہ شاہ


## *ABSTRACT*

*"Muatta Imam Malik" is the book of Hadith. Imam Malik R.A was Taba Tabee. He was born in Madina in 93 A.H. His parents migrated from Yamen to Madina. His father's name was Anas R.A, who was Tabee. His grandfather Abi Aamir R.A was a Sahabi. Imam Malik R.A completed his education from about 900 teachers in the age of 17 years. Then he started teaching hadith in Masjid-e-Nabvi. Above 950 students learnt Hadith from Imam Malik R.A.*

*During the Abbasi Khelafat, Haroon-ul-Rasheed visited Madina. He listened the Ahadeeth from Imam Malik R.A. Then Khalifa Haroon-ul-Rasheed requested Imam Malik R.A to compile these Ahadeeth in the shape of book. So he compiled those Ahadeeth in a shape of book, named"Muatta".*

*In his Muatta he wrote Sayings as well as the practices of the Holy Prophet as observed by Muslims in Medina. His Muatta is an example of Islamic Law.*

*Muatta Imam Malik is a very important book of Hadith as well as Fiqh. Even all the other Aaemma and Scholars of Hadith & Fiqh like Imam Bukhari or Imam Muslim followed his way to compile their Hadith books.*


***Key words:***
*Muatta, Hadith, Aaemma, Scholors, Islamic Law.*

---

*۔ ریسرچ اسکالر، شعبہ قرآن و سنہ، جامعہ کراچی

"مؤطاامام مالک" پر بحث کرنے سے پہلے مؤلف "حضرت امام مالکؒ" کے حالاتِ زندگی پر روشنی ڈالنا ضروری ہے۔

**امام مالکؒ کے حالاتِ زندگی**

**ا۔نام ونسب:**

آپ کا نام "مالک"، کنیت "ابو عبداللہ" تھی۔[1]

ھوفقیہ الامۃ امام دارالھجرۃ ابوعبداللہ مالك بن انس بن مالك بن ابی عامربن عمرو بن الحارث بن غیمان بن جثلیل بن عمرو بن ذی اصبح الحارث الاصبحی المدنی۔

آپؒ اماموں کے رہنما، دارالہجرۃ (مدینہ منورہ) کے امام اور بزرگوں کے سردار تھے۔ آپؒ کے بلند پایہ اوصاف کا احاطہ کرنا بہت مشکل ہے۔ مؤرخین و محدثین نے اپنی تالیفات میں آپ کے حالات کو خوب تفصیل سے بیان کیا ہے۔ بعض نے آپ کے حالات کے ذکر میں مستقل رسائل تحریر کئے ہیں۔[2]

علامہ ابن جوزیؒ نے "الصفوۃ" میں امام صاحبؒ کے بارے میں لکھا ہے "ومن الطبقۃ السادسۃ من اھل المدینۃ، ابوعبداللہ مالك بن انس بن مالك بن ابی عامر الاصبحی"[3]

امام مالکؒ کا شمار "تبع تابعین" میں ہوتا ہے۔ جیسا کہ علامہ شمس الدین الرعینیؒ لکھتے ہیں[4]۔"وَھُوَ مِنْ تَابِعِي التَّابِعِينَ" چونکہ آپؒ نے عائشہ بنتِ سعد بن ابی وقاصؓ کا زمانہ پایا تھا (جو کہ تابعیہ تھیں)۔ مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ نے بھی آپ کی نسب کو "اوجزالمسالک" کے مقدمہ میں تفصیلاً بیان کیا ہے۔[5] امام مالکؒ کا تعلق "اصبح" قبیلہ سے تھا۔ اِس قبیلہ کا شمار یمن کے معزز قبائل میں شمار ہوتا تھا،اسی وجہ سے آپؒ کو "اصبحی" کہا جاتا ہے،آپؒ کے خاندان میں سب سے پہلے آپؒ کے جدّ اعلیٰ حضرت ابوعامرؓ نے اسلام قبول کرکے صحابی ہونے کا شرف حاصل کیا۔ شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے "المسویٰ" میں لکھا ہے۔[6] "وابوعامرصحابی جلیل حضر مع النبی ﷺ الغزوات کلھا الاغزوۃ بدر"

امام صاحبؒ کے دادا مالک بن ابی عامر کبار تابعین میں سے تھے۔ جس نے حضرت عمر، عثمان، ابوہریرۃ اور عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہم اجمعین) سے روایات بھی بیان کی ہیں۔ آپؒ کی روایات صحاح ستہ میں موجود ہیں۔ آپؒ کی وفات ۸۴ھ میں ہوئی۔[7]

امام صاحبؒ کی والدہ کا نام "عالیہ بنت شریك بن عبدالرحمٰن الازدیۃ" ہے۔[8]

**۲۔امام صاحب کی پیدائش،وفات،حلیہ اور لباس:**

امام مالکؒ کے بارے میں فقہاء کرام اور محدثین عظام نے لکھا ہے کہ آپؒ رحمِ مادر میں معمول سے زیادہ رہے۔ جیساکہ علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں۔(۹): قال معن، والواقدی، ومحمدبن الضحاك: حملت ام مالك بمالك ثلاث سنين۔

امام مالکؒ کی سنِ ولادت کے بارے میں مختلف اقوال ہیں، ۹۰ھ ، ۹۳ھ ، ۹۴ھ، ۹۵ھ، اور ۹۷ھ، کے اقوال ہیں ۔ ابنِ خلکان نے لکھا ہے کہ آپؒ ۹۵ھ میں پیدا ہوئے ہیں۔(۱۰)علامہ ذہبیؒ نے امام صاحبؒ کے مشہورشاگرد یحییٰ بن بکیر قول نقل کیا ہے: سمعته يقول "ولدت سنة ثلاث وتسعين"۔(۱۱) جمہور علماء کے نزدیک ۹۳ھ راجح اور صحیح ہے۔امام صاحبؒ ۲۲ دِن تک صاحبِ فراش رہنے کے بعد ۱۷۹ھ کواِس دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔ المزیؒ (۱۲) نے "تہذیب الکمال" میں آپ کی وفات ۱۴ ربیع الاول ۱۷۹ھ ذکر کی ہے ۔وفات کے وقت کلمہ "لاالہ الااللہ "اور "للہ الامرمن قبل ومن بعد" پڑھتے رہے۔ آپؒ کے کاتب حبیب اورابنِ ابی زنبر اور ابنِ کنانہ نے آپؒ کو غسل دیا۔مدینہ کے نائب والی عبداللہ بن محمد نے آپؒ کا نمازہ جنازہ پڑھایا۔ عوام کی بہت بڑی تعداد نے آپؒ کو جنت البقیع میں دفنادیا۔(۱۳)آپؒ کے پسماندگان میں تین بیٹے یحییٰ، محمد، حماد اور ایک صاحبزادی فاطمہ تھے۔

امام صاحبؒ بہت اعلیٰ ذوق کے مالک، بہت نفاست پسند تھے۔آپؒ روزانہ نئے کپڑے پہنتے تھے۔سُرمہ اور خوشبو لگاتے تھے۔آپؒ کا قد معتدل، صحت مند، رنگ سفید مائل بزردی، داڑھی اور سر کے بال بہت زیادہ سفید اور چہرہ بارونق اورپُرنور تھا۔(۱۴)

**۳۔امام صاحبؒ کا حُصولِ علم،اساتذہ اور شاگرد:**

امام صاحبؒ کے زمانے میں مدینہ منورہ میں ہر طرف علم ونور کا ماحول تھا۔آپؒ کا پورا خاندان علم وعرفان کا گہوارہ تھا۔آپؒ نے ۱۰ سال کی عمر میں حصولِ علم کا آغاز کیا۔علم القرآت امام القرآء نافع بن عبدالرحمٰن (م۱۶۹ھ) سے حاصل کیا۔ ۱۲ برس تک حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کے خصوصی شاگرد و مولیٰ حضرت نافعؒ کے درس میں شریک رہے۔(۱۵) حصولِ علم کی خاطر اپنے گھر کی چھت کی لکڑیاں تک فروخت کرنے کی نوبت بھی آئی۔

امام صاحبؒ کے اساتذہ کثیر ہیں۔ شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ نے علامہ زرقانیؒ کا یہ قول نقل فرمایا ہے: (۱۶)"امام مالکؒ نے ۹۰۰ سے زائد مشائخ سے استفادہ کیا"۔علامہ ذہبیؒ نے "سیر اعلام النبلاء" میں امام صاحبؒ کے قول کے مطابق ۹۵ اساتذہ کے نام بیان کئے ہیں:(۱۷)جن میں مشہور نام یہ ہیں عبداللہ بن عمرؓ کے خصوصی شاگرد و مولیٰ نافع، ایوب سختیانی،

حمید، ربیعہ الرای، سالم ابوالنصر، سعید بن ابی سعید، ،ابن شہاب زھری، مسلمہ بن دینار اور عبداللہ بن دینار (رحمھم اللہ اجمعین) وغیرہ شامل ہیں۔

آپؒ کے شاگردوں کے بارے میں علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں: [۱۸] امام مالکؒ ابھی جوان ہی تھے کہ حدیث بیان کرنا شروع کردیا۔ علامہ ذہبیؒ نے آپؒ کے بعض اساتذہ کے نام بھی لکھے ہیں جنہوں نے آپؒ سے بعض روایات اَخذ کی ہیں: [۱۹] جن میں آپ کے چچا ابو سہیل، یحی بن ابی کثیر، ابن شہاب زہری، یحی بن سعید، یزید بن الھاد، زید بن ابی اُنیسۃ اور عمرو بن محمد بن زید (رحمھم اللہ اجمعین) وغیرہ شامل ہیں۔ آپؒ کے شاگردوں میں سفیان ثوری، سعید بن منصور، عبداللہ بن مبارک، عبدالرحمٰن اوزاعی (اگرچہ اوزاعیؒ امام مالکؒ سے عمر میں بڑے تھے)، لیث بن سعد (آپ کے ہمعصروں میں سے تھے) اور امام شافعی محمد بن ادریس اور محمد بن حسن شیبانی (رحمھم اللہ اجمعین) وغیرہ شامل ہیں۔ قاضی عیاضؒ نے تدریب المدارک میں ان کے لئے ایک علیحدہ باب لکھاہے: [۲۰] " وذکروا أن هارون الرشيد وبنيه الأمين والمأمون والمؤتمن أخذوا عنه الموطأ، وقد ذكر عن المهدي والهادي أنهما سمعا منه ورويا عنه" کہ ہارون الرشید اور اُس کے بیٹے، امین، مامون اور مؤتمن، مہدی اور ہادی نے امام مالکؒ سے "مؤطا" کو سنا اور اس کو روایت بھی کیا۔

**۴۔ درس وتدریس:**

امام صاحبؒ نے ۲۱ سال کی عمر میں تدریس کا آغاز کیا۔ [۲۱] بعض حضرات کے بقول امام صاحبؒ نے ۱۷ سال کی عمر میں درس شروع کیا۔ آپؒ کی مجلس امراء اور بادشاہوں کی مجلس کی طرح ہوتا تھا۔ جیسا کہ علامہ ذہبیؒ نے عبدالرحمٰن واقدیؒ کا یہ قول نقل کیاہے [۲۲] " رأيت باب مالك كأنه باب الأمير"۔ امام صاحبؒ درسِ حدیث کے لئے خاص اہتمام کرتے، پہلے غسل کرتے، نئے کپڑے پہنتے، سرمہ اور خوشبو لگاتے اور عمامہ باندھ کر باہر تشریف لاتے۔ [۲۳] رسول اللہ ﷺ اور مدینہ منورۃ کے ساتھ بہت محبت تھی اِسی لئے آپ نے مدینہ منورۃ میں موت کو ترجیح دی، آپؒ نے پوری زندگی میں ایک ہی حج کیا، [۲۴] کہ کہیں مدینہ منورۃ سے باہر موت واقع نہ ہو اور مجھے وہیں (مدینہ سے باہر) دفن نہ کیا جائے۔ عبداللہ ابن المبارکؒ (امام صاحبؒ کے خصوصی شاگرد) کہتے ہیں: [۲۵] میں امام مالکؒ کے پاس تھا اور وہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان فرمارہے تھے، ایک بچھو نے آپ کو ۱۶ مرتبہ ڈسا جس کی وجہ سے آپؒ کا رنگ بدل جاتا تھا اور چہرہ زرد ہو جاتا تھا، لیکن آپؒ نے حدیث کو منقطع نہیں کیا۔ جب لوگ چلے گئے تو میں نے آپؒ سے پوچھا کہ میں نے آج آپؒ میں عجیب بات دیکھی۔ آپؒ نے فرمایا" میں نے حدیثِ رسول ﷺ کے عزت واحترام کی وجہ سے اِس تکلیف پر صبر کیا"۔

**۵۔امام صاحبؒ کی فضیلت اور مقام:**

امام مالکؒ کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ نے کئی احادیث مبارکہ میں بشارت سنائی ہے، جیساکہ حاکم نے ابی موسیٰ اشعریؓ کی روایت کو ذکر کیا ہے: "يَخْرُجُ نَاسٌ مِنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ فَلَا يَجِدُونَ أَعْلَمَ مِنْ عَالِمِ الْمَدِينَةِ" ترجمہ: مشرق و مغرب سے لوگ طلبِ علم کے لئے نکلیں گے پس وہ مدینہ کے عالم سے بڑھ کر کوئی عالم نہیں پائیں گے"۔ایک اور حدیث مبارک میں ارشاد ہے جس کو ترمذی[۲۶] وغیرہ نے روایت کیا ہے: "ليضربن الناس أكباد الابل في طلب العلم فلايجدون عالماً أعلم من عالم المدينة" ترجمہ: قریب ہے کہ لوگ اونٹوں پر سفر کریں گے پس مدینہ کے عالم سے زیادہ بڑا عالم کسی کو نہیں پائیں گے"۔

سفیان ابن عیینہؒ فرماتے ہیں "یہ تمام احادیث مبارکہ امام مالکؒ کے بارے میں ہیں، اور محدثین کرام اِن سے امام مالکؒ مُراد لیتے ہیں"[۲۷]۔امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں "میں نے امام مالکؒ سے بڑھ کر کوئی جلد اور صحیح جواب دینے والا نہیں دیکھا"[۲۸]

امام شافعیؒ کا یہ قول بھی امام مالکؒ کے بارے مشہور ہے: إِذَا جَاءَ الْأَثَرُ فَمَالِكٌ النَّجْمُ، اور یہ بھی فرمایا: إِذَا ذُكِرَ الْعُلَمَاءُ فَمَالِكٌ النَّجْمُ "امام مالکؒ علم کے آسمان کا تابناک ودرخشاں ستارہ ہیں جس کی مثال ملنا مشکل ہے"[۲۹]

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے اپنی کتاب "حجۃ اللہ البالغہ" میں امام مالکؒ کے بارے میں فرمایا ہے۔[۳۰] "امام مالکؒ علماءِ مدینہ کی احادیث کو خوب یاد رکھتے تھے، چونکہ اُن کی سند بھی زیادہ قوی تھی۔ حضرت عمرؓ کے فیصلہ جات، ابن عمرؓ، عائشہؓ اور فقہاءِ سبعہ کے اقوال سب سے زیادہ جانتے تھے۔ امام مالکؒ اور ان کے ہم عصروں کی محنت سے روایتِ حدیث اور علم الفتاویٰ قائم ہوا"۔

**۶۔امام صاحبؒ استقامت کے پہاڑ:**

امام صاحبؒ وقت کے بادشاہوں کے شر وفساد سے محفوظ نہ رہ سکے، ابن خلکانؒ نے ذکر کیا ہے:[۳۱] اِن شرور کی وجہ سے امام صاحبؒ نے لوگوں سے ملنا بند کردیا اور اپنے گھر میں گوشہ نشینی اختیار کی حتیٰ نماز، جنازہ اور مریضوں کی عیادت کے لئے بھی باہر جانا پسند نہیں فرماتے تھے، امام صاحب ۲۵ سال تک اسی طرح عزلت اور یکسوئی میں رہے حتیٰ کہ نماز کے لئے بھی مسجد نہیں آتے تھے، جب اِس بارے میں پوچھاگیا تو فرمایا: "اِس خوف سے باہر نہیں آتا کہ کوئی منکر نظر آئے اور اُسے روکنے کی ضرورت پڑے"۔[۳۲] شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ فرماتے ہیں کہ: میرے نزدیک اصل وجہ یہ ہے کہ امام مالکؒ صلوٰۃ خلف الفاسق کو باطل سمجھتے تھے۔[۳۳] امام صاحبؒ طلاقِ مکرہ کے قائل نہیں تھے۔

### ۷۔امام مالکؒ کی تالیفات :

امام مالکؒ کی "مؤطا" کے علاوہ بھی اور کئی تالیفات ہیں، جیسا کہ علامہ ذہبیؒ نے لکھا ہے: [۳۴] "وله مؤلف"۔

۱۔ فی النجوم و منازل القمر

۲۔ رسالۃ فی الاقضیۃ

۳۔ رسالۃ الی ابی غسان

۴۔ رسالۃ الی آداب الی الرشید

۵۔ جزء فی التفسیر

۶۔ کتاب السِّر

۷۔ رسالۃ الی اللیث فی اجماع اھل المدینۃ

۸۔ المدونۃ [۳۵]

۹۔ کتاب المجالسات

۱۰۔ الواضحۃ، وغیرہ

**"مؤطاامام مالک"**

**۱۔"مؤطا" کی تسمیہ اور وجۂ تصنیف:**

امام صاحبؒ نے عباسی خلیفہ ابو جعفر منصور کی فرمائش پر "مؤطا" کی تدوین کا کام شروع کیا، یہ وسیع کام منصور کے بیٹے مہدی کی خلامت کے ابتدائی زمانے میں مکمل ہوا۔ابن عبد البر نے لکھا ہے: [۳۶] جس نے مدینہ منورہ میں سب سے پہلے مؤطا کے نام سے کتاب لکھی، جس پر اہل المدینہ کا اتفاق ہے، وہ عبد العزیز بن عبد اللہ بن ابی سلمۃ ماجشون ہیں اور اُنہوں نے اس میں بغیر حدیث کے کلام کو لیا ہے۔پس وہ اس کو امام مالکؒ کے پاس لے آئے، آپؒ نے اس کو دیکھا اور کہا، کیا اچھا کام اس نے کیا ہے۔پھر امام مالکؒ نے مؤطا کی تصنیف کا ارادہ کیا اور آپ نے "مؤطا" لکھی۔

امام صاحبؒ سے پوچھا گیا کہ آپؒ نے اپنے اِس کتاب کا نام "مؤطا" کیوں رکھا؟ تو امام مالکؒ نے فرمایا: میں نے اس کتاب کو فقہاءِ مدینہ کے ستر فقہاء کے سامنے پیش کیا، تو اُن میں سے ہر ایک نے اس پر میری موافقت کی، اس لئے میں نے اس کا نام "مؤطا " رکھا۔

محدثین نے "مؤطا" کے کئی معانی لکھے ہیں "تیار کیا گیا"، "تنقیح شدہ"، "ہیئت کو نرم کرنا"، "پست کرنا"، "نرم کرنا"، "آسان کرنا"، وغیرہ۔گویا کہ "مؤطا" کی تصنیف کی وجہ سے لوگوں کے لئے علمِ حدیث آسان ہو گیا۔

**۲۔"مؤطاامام مالک" کامقام محدثین کے نزدیک:**

محدثین کے نزدیک امام مالکؒ کا مقام بہت بلند ہے۔علامہ سیوطیؒ نے "تنویر الحوالک" میں لکھا ہے:(۳۷) قاضی ابو بکر بن عربی نے "شرح ترمذی" میں لکھا ہے: مؤطا اصلِ اول اور خلاصہ ہے،اور "بخاری" اس باب میں اصلِ ثانی ہے۔

علامہ حافظ ابن حجرؒ نے "فتح الباری" کے مقدمۃ میں (۳۸) "مقدمۃ ابن الصلاح" (۳۹) سے نقل کرتے ہوئے لکھاہے :امام شافعیؒ نے فرمایا "أصح الكتب بعد كتاب الله مؤطا" ۔امام شافعیؒ نے ایک اور مقام پر لکھاہے(۴۰) " وَمَا أَحَدٌ أَمَنُّ عَلَيَّ فِي دِينِ اللَّهِ مِنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ : یعنی مُجھ پر اللہ کے دین میں امام مالکؒ بن انس سے زیادہ احسان کرنے والااور کوئی نہیں"۔

قاضی عیاضؒ نے منظوم انداز میں "مؤطاامام مالک" کی احادیث کی صحت کو یوں بیان کیاہے۔(۴۱)

إذا ذكرت كتب العلوم فحيهل — بكتب الموطأ من تصانيف مالك

أصح أحاديثا وأثبت حجة — وأوضحها في الفقه نهجا لسالك

عليه مضى الإجماع من كل أمة — على رغم خيشوم الحسود المماحك

فعنه فخذ علم الديانة خالصا — ومنه استفد شرع النبي المبارك

وشد به كف الصيانة تهتدي — فمن حاد عنه هالك في الهوالك

ترجمہ:۔جب آپ اسلامی علوم کی طرف متوجہ ہوتو سب سے پہلے "مؤطاامام مالک" کولیں۔

جس کی احادیث تمام کتب سے زیادہ صحیح اور قاطع دلائل ہیں،اور واضح فقہی مسائل کا منبع ہیں۔

ہر تند خو حاسد کی ناک خاک آلود ہونے کے باوجود ہر زمانہ میں اس کی صحت و حجت پر اجماع رہا ہے۔۔۔

اس سے دین کا علم سیکھو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کے لئے اسی سے فائدہ اٹھاؤ۔

اور اسے محفوظ کرنے کے لیے مضبوطی سے تھام لیں تو ہدایت پا جاؤ گے، اور جس نے اس سے علیحدگی اختیار کی تو وہ ہلاکت کے گڑھوں میں گر کر ہلاک ہوگیا"۔

**۳۔امام شافعیؒ اور جمہور علماء کے اقوال میں دفعِ تعارض:**

اِس تعارض کا جواب علامہ سخاویؒ نے "فتح المغيث شرح الفية الحديث"(۴۲) اورعلامہ سیوطیؒ نے "تدريب الراوي شرح تقريب للنواوي"(۴۳) وغیرہ میں لکھا ہے کہ امام شافعیؒ کا یہ قول "اصح الكتب بعد كتاب الله

المؤطا" اُس وقت کا قول ہے جب صحیح بخاری اور صحیح مسلم اُس وقت نہیں لکھے گئے تھے۔اسی طرح بعد میں لکھی جانی والی صحیح بخاری اخذ حدیث کے شرائط کے اعتبار سے "مؤطاامام مالک" سے زیادہ صحیح اور سب سے زیادہ فوائد پر مشتمل ہے۔

**۴۔ "مؤطاامام مالک" کے بارے میں شاہ ولی اللہؒ کا نقطہ نظر:**

شاہ ولی اللہ دہلویؒ ہی وہ اولین شخصیت ہے کہ جس کی بدولت حدیث کا علم برصغیر پاک وہند میں منتقل ہوا۔ چنانچہ شاہ صاحبؒ "مؤطا" کی فارسی زبان میں کی گئی شرح "المُصفیٰ" [۴۴] میں "مؤطاامام مالک" کے بارے میں فرماتے ہیں۔

۱۔ "امروز هیچ کتابے از کتبِ فقه اقویٰ از مؤطا نیست"۔

ترجمہ: آج کتبِ فقہ میں کوئی کتاب مؤطا سے زیادہ معتبر نہیں ہے۔

۲۔ "امروز در دست، مردمان هیچ کتابے نیست که مصنف آں از تبع تابعین باشند غیر مؤطا"۔

ترجمہ: آج لوگوں کے ہاتھوں میں مؤطا کے علاوہ ایسی کوئی کتاب نہیں، جس کا مصنف تبع تابعین میں سے ہو۔

۳۔ "واز آئمه فقه امروز هیچ کتاب که خود ایشاں تصنیف کرد باشند، بدستِ مردمان نیست الا مؤطا"۔

ترجمہ: آج لوگوں کے ہاتھوں میں آئمہ فقہ کی کوئی کتاب ایسی نہیں جو خود انہیں کی تصنیف ہو سوائے "مؤطا" کے۔

مولانا عبیداللہ سندھیؒ "التمہید لتعریف ائمۃ التجدید" (مترجم: مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری) میں لکھتے ہیں: [۴۵] "امام ولی اللہ دہلویؒ" نے اپنی کتاب "المُصفیٰ" میں یہ بات بڑی صراحت کے ساتھ لکھی ہے کہ فقہ میں تحقیق کے درجہ تک اُس وقت نہیں پہنچا جاسکتا، جب تک کہ مؤطاامام مالک کو تحقیق کے ساتھ نہ پڑھ لیا جائے"

اسی طرح شاہ ولی اللہ دہلویؒ مؤطا امام مالک کی عربی زبان میں لکھی گئی شرح "المُسویٰ" میں بھی تفصیلاً فرماتے ہیں: [۴۶]

"ومن تتبع مذاهبهم و رزق الانصاف من نفس علم۔لامحالة۔ أن المؤطا عُدة مذهب مالك وأساسه، وعمدة مذهب الشافعي وأحمد و رأسه ـ ـ ـ ـ ـ ـ الى آخره"۔

ترجمہ: "جس آدمی نے فقہاء کے مذاہب کی تحقیق کی ہے اور اللہ نے جس کے دل میں انصاف کی صلاحیت رکھی ہے تو وہ قطعی طور پر یہ جان لے گا کہ کتاب "مؤطا" امام مالکؒ کے مذہب کی اساس اور اس کا بہترین اثاثہ ہے۔ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے مذہب کا عمدہ ستون ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے مذہب کا روشن چراغ اور اس کی بلند پایہ روشنی ہے، اسی لئے امام شافعیؒ نے لکھا ہے: "مجھ پر اللہ کے دین میں امام مالکؒ سے زیادہ احسان کرنے والا اور کوئی نہیں ہے" یہ بات بھی اچھی طرح معلوم رہے کہ بعد میں لکھی جانے والی کتابیں صحیح بخاری و مسلم، سنن ابی داؤد و نسائی وغیرہ یہ تمام کتابیں مؤطا

امام مالک کی اساس پر مستخرج شدہ ہیں، یہ سب اسی کے ارد گرد گھومتی ہیں"۔ شاہ صاحبؒ مزید فرماتے ہیں: "خلاصہ یہ ہے کہ حق کی تحقیق اس وقت تک ممکن نہیں، نہ یہاں (محدثین) نہ وہاں (فقہاء)، جب تک کہ اِس کتاب (مؤطاامام مالک) پر پورے انہماک کے ساتھ توجہ نہ دی جائے"۔ انتھیٰ کلام شاہ ولی اللہؒ

**۵۔ "مؤطاامام مالک" اور تعاملِ اہلِ مدینہ:**

امام مالکؒ کسی بھی مسئلہ کے استنباط میں سب سے پہلے قرآن مجید کی طرف رجوع فرماتے تھے، اور پھر دوسرے نمبر پر حدیث نبویﷺ کی طرف، اور پھر اِس کے بعد تیسرے نمبر پر مدینہ کے رہنے والے صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کے عمل کی طرف رجوع فرمایا کرتے تھے۔ اگر اِن تینوں میں جواب نہ ملتا تو پھر قیاس یا ایک نئی دلیل یعنی مصالِح مرسلہ کے ذریعے اجتہاد کیا کرتے تھے۔ احادیث کے معاملہ میں آپ علماءِ حجاز میں کبار تابعین پر اعتماد کیا کرتے تھے، اہلِ مدینہ کی روایات، معاشرت، تعامل و قضایا واحکام کو قابلِ عمل قرار دیتے تھے۔ دیگر شہروں کی روایات کو یہ کہہ کر ترک کر دیا کرتے کہ اِن کے راوی میرے شہر سے نہیں ہیں اور یہ کہ اہلِ مدینہ کا اس پر عمل بھی نہیں ہوتا تھا۔ گویا کہ امام مالکؒ کے نزدیک مدینہ شہر میں رسول اللہﷺ نے ایک اسلامی نظام ترتیب دیا اور ایک اسلامی معاشرہ وجود میں آگیا۔ اُس معاشرہ کا ہر عمل رسول اللہﷺ کے اقوال وافعال کے مطابق ہوتا تھا، اِس لئے امام صاحبؒ نے تعاملِ اہلِ مدینہ کو اپنی کتاب "مؤطاامام مالک" میں جگہ دی۔

**۶۔ "مؤطاامام مالکؒ" میں احادیث وروایات کی تعداد:**

امام مالکؒ کے بارے میں اتا ہے کہ آپؒ نے شروع میں تقریباً ایک لاکھ احادیث کو جمع کیا، پھر ان میں دس ہزار احادیث کو منتخب کر کے "مؤطا" کتاب کی شکل میں مرتب اور مدون کیا۔ پھر ہر سال اِن احادیث میں غور کرتے رہے اور کم کرتے رہے، حتیٰ کہ موجودہ مجموعہ باقی رہا۔ علامہ زرقانیؒ نے اپنی شرح "شرح الزرقانی علی مؤطاامام مالک" میں علامہ الأبہری ابو بکر کا قول بھی نقل کیا ہے: (۴۷) "تمام وہ آثار جو نبیﷺ صحابہ اور تابعین سے مؤطا میں منقول ہیں ان کی تعداد ۱۷۲۰ ہے۔ اِن میں سے مُسنَد ۶۰۰ ہیں، مرسل ۲۲۲، موقوف ۶۱۳ اور تابعین کے اقوال میں سے ۲۸۵ ہیں"۔ یہی مؤقف شاہ ولی اللہ دہلویؒ، شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ اور مولانا عبدالحیٔ لکھنویؒ کا ہے۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ "مؤطاامام مالک" میں کل احادیث وروایات کی تعداد ۱۷۲۰ ہے۔

**۷۔ "مؤطاامام مالک" پر لکھی جانے والی شروحات اور تعلیقات:**

"مؤطاامام مالک" پر محدثین اور علماء کرام کی کثیر تعداد نے تحقیق کا کام کر کے شروحات لکھیں ہیں، جن میں سے چند مشہور و معروف شروحات کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ قاضی عیاضؒ کی شرح "مشارق الانوار" یہ مؤطااور صحیحین کی شرح ہے۔
۲۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی شرح "کشف الغطاء عن المؤطا" یہ بہت ہی مفصل اور جامع شرح ہے۔
۳۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی شرح "تنویر الحوالک" یہ اصل میں کشف الغطاء کا خلاصہ ہی ہے۔
۴۔ علامہ ابن حزمؒ کی شرح "القبس "نہایت عمدہ شرح ہے۔
۵۔ علامہ ابن عبدالبرؒ کی شرح "کتاب التمھید "جو کہ بہت ہی جامع شرح ہے۔
۶۔ ابوالولید الباجیؒ کی شرح "المنتقی "جو کہ ابن عبدالبرؒ کی شرح "التمھید "کا خلاصہ ہے۔
۷۔ علامہ زرقانیؒ کی شرح "شرح زرقانی "نہایت عمدہ اور نفیس شرح ہے۔
۸۔ شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی فارسی زبان میں شرح "المصفیٰ "جو کہ فارسی ترجمہ اور تعلیقات پر مشتمل ہے۔
۹۔ شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی عربی زبان میں شرح "المسویٰ "جو کہ المصفیٰ پر ہی تعلیق و تشریح کی گئی ہے۔
۱۰۔ شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ کی شرح "اوجزالمسالک "۶ جلدوں پر مشتمل ہے۔
۱۱۔ مولانا عبدالحئ لکھنویؒ کی شرح "التعلیق الممجد علیٰ موطاامام محمد "جو کہ مؤطاامام محمد کی شرح ہے۔
۱۲۔ محمد حبیب اللہ شنقیطی کی شرح "اضاءۃ الحالک من الفاظ موطامالک"۔
۱۳۔ محمد حبیب اللہ شنقیطی کی دوسری شرح "دلیل السالک الیٰ موطاامام مالک"۔

**۸۔ "مؤطاامام مالک" کے پائے جانے والے نسخے:**

دنیا کے مختلف ممالک اور علاقوں میں "مؤطا امام مالک" کے کئی نسخے پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ علامہ سیوطیؒ نے "تنویر الحوالک" کے مقدمہ میں "مؤطاامام مالک" کے چودہ نسخوں کا ذکر کیا ہے۔ شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے فرزند شاہ عبد العزیز دہلویؒ نے اپنی کتاب "بستان المحدثین" میں امام مالکؒ کے حالات اور "مؤطاامام مالک" کے نسخوں کے بارے میں تفصیل سے بیان کیا ہے، [۴۸] اور مولانا عبدالحئ لکھنویؒ نے "التعلیق الممجد" میں اِس کو بھی بیان کیا ہے۔[۴۹] جس کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے۔

<u>۱۔ پہلا نسخہ :۔</u> پہلا نسخہ جو ہمارے شہروں میں مروج ہے، اور جب مطلقاً موطّا کا ذکر کیا جاتا ہے تو اس سے یہی نسخہ مُراد ہوتا ہے، یہ نسخہ "ابو محمد یحییٰ بن یحییٰ بن کثیر بن وسلاس، المعروف به یحیی بن یحیی مصمودی علیه الرحمه "کا ہے۔

<u>۲۔ دوسرا نسخہ :۔</u> دوسرا نسخہ " ابومحمدعبداللہ بن سلمۃ الفھری مصری، المعروف بہ ابنِ وھب علیہ الرحمہ" کا ہے۔

۳۔ تیسرا نسخہ :۔ یہ نسخہ "ابوعبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن قاسم بن خالد مصری المعروف بہ ابن قاسم علیہ الرحمہ "کا ہے۔

۴۔ چوتھا نسخہ :۔ یہ نسخہ " ابویحیی مَعَن ابن عیسٰی ابن دینار مدنی قزاز اشجعی علیہ الرحمہ "کا ہے۔

۵۔ پانچواں نسخہ :۔ یہ " ابوعبد الرحمٰن عبد اللہ بن مسلمۃ بن قعنب حارثی قعنبی علیہ الرحمہ "کا نسخہ ہے۔

۶۔ چھٹا نسخہ :۔ یہ نسخہ "عبد اللہ بن یوسف دمشقی تنیسی علیہ الرحمہ "کا ہے۔

۷۔ ساتواں نسخہ :۔ یہ نسخہ "یحییٰ بن یحییٰ بن بکیرا بوزکریا مصری علیہ الرحمہ "کا ہے۔

۸۔ آٹھواں نسخہ :۔ یہ نسخہ "سعید بن کثیر بن عفیر بن مسلم انصاری علیہ الرحمہ "کا ہے۔

۹۔ نواں نسخہ :۔ یہ نسخہ " ابومصعب زھری احمد بن ابی بکر قاسم بن حارث علیہ الرحمہ "کا ہے۔

۱۰۔ دسواں نسخہ :۔ یہ نسخہ " مصعب بن عبد اللہ زبیری علیہ الرحمہ "کا ہے۔

۱۱۔ گیارھواں نسخہ :۔ یہ نسخہ "محمد بن مبارك صوری علیہ الرحمہ "کا ہے۔

۱۲۔ بارھواں نسخہ :۔ یہ نسخہ "سلیمان بن برد علیہ الرحمہ "کا ہے۔

۱۳۔ تیرھواں نسخہ :۔ یہ نسخہ "ابوحذافۃ سھمی احمد بن اسمٰعیل علیہ الرحمہ "کا ہے۔

۱۴۔ چودھواں نسخہ :۔ یہ نسخہ "سوید بن سعید ابومحمد ھروی علیہ الرحمہ "کا ہے۔

۱۵۔ پندرھواں نسخہ :- یہ نسخہ "امام محمد بن حسن الشیبانی علیہ الرحمہ " کا ہے ۔جو کہ "مؤطاامام محمد "کے نام سے مشہور ہے،اور درسِ نظامی کے نصاب میں شامل ہے۔

۱۶۔ سولھواں نسخہ :- یہ نسخہ "یحیی بن یحیی بن بکیر بن عبد الرحمٰن تمیمی حنظلی نیشاپوری تمیمی علیہ الرحمہ "کا ہے۔

## مصادر و مراجع


١۔ خلیفہ،ابو عمر وخلیفۃ بن خیاط بن خلیفۃ الشیباني العصفري البصري-١٩٩٣ء، طبقات خلیفۃ بن خیاط (بیروت،دار الفکر) ص ٢٧۵

٢۔ امام صاحبؒ کے مزید تفصیلی حالات کے لئے مندرجہ ذیل کتب دیکھئے: الکامل ابن اثیر ١٤٧/٦، تہذیب الاسماء الغات للنووی ٧۵/٢، وفیات الاعیان لابن خلکان ١٣۵/۴، تہذیب الکمال للمزی ٩١/٢٧، تذکرہ الحفاظ للذہبی ٢٠٧/١، البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر ١٧۴/١٠، تہذیب التہذیب لابن حجر ۵/١٠، سیر اعلام النبلاء للذہبی، ۴٨/٨۔ نیز میرا-پی ایچ ڈی- کا تحقیقی مقالہ "مؤطاامام مالک کا کتب احادیث میں مقام اور کتاب البیوع والقراض کی روشنی میں قرون اولیٰ کے اسلامی معاشی نظام کا تجزیہ" کا مطالعہ بھی کیا جاسکتا ہے۔

٣۔ابن جوزی، جمال الدین أبوالفرج عبدالرحمن بن علي بن محمد الجوزي-٢٠٠٠ء،صفۃ الصفوۃ لہ (قاہرہ،دارالحدیث) ص ٣٦٣،ج ١

۴۔ الرعیني، شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن محمد بن عبد الرحمن الطرابلسي-١٩٩٢ء،مواهب الجلیل في شرح مختصر خلیل (بیروت، دار الفکر) ص ٢۴،ج ١

۵۔ شیخ الحدیث، محمد زکریا کاندھلوی-س ن،اوجزالمسالک (دمشق،دارالقلم) ص ٧۴،ج ١

٦۔الدہلوی،احمد بن عبدالرحیم المعروف بہ شاہ ولی اللہ الدہلوی۔١٩٨٢ء،المُسویٰ (بیروت،دار لکتب العلمیہ) ص ٢٠،ج ١

٧۔ابوالحجاج المزی،یوسف بن عبدالرحمن بن یوسف-١٩٨٠ء، تہذیب الکمال في اسماء الرجال (بیروت،مؤسسۃ الرسالۃ) ص ١۴٨،ج ٢٧

٨۔الذھبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذھبی-١٩٩٦ء، سیر اعلام النبلاء (بیروت،مؤسسۃ الرسالۃ) ص ۴٩،ج ١

٩۔الذھبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذھبی-١٩٩٦ء، سیر اعلام النبلاء (بیروت،مؤسسۃ الرسالۃ) ص ۵۵،ج ٨

١٠۔ ابن خلکان، شمس الدین أحمد بن محمد بن إبراهیم بن أبي بکر-١٩٩۴ء، وفیات الأعیان وانباء ابناء الزمان (بیروت،دار صادر) ص ١٣٧،ج ۴

١١۔الذھبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذھبی-١٩٩٦ء، سیر اعلام النبلاء (بیروت،مؤسسۃ الرسالۃ) ص ٢١٢،ج ١

١٢۔ابوالحجاج المزی،یوسف بن عبدالرحمن بن یوسف-١٩٨٠ء، تہذیب الکمال في اسماء الرجال (بیروت،مؤسسۃ الرسالۃ) ص ١١٩،ج ٢٧

١٣۔الذھبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذھبی-١٩٩٦ء، سیر اعلام النبلاء (بیروت،مؤسسۃ الرسالۃ) ص ١٣٠،ج ٨

١۴۔الذھبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذھبی-١٩٩٦ء، سیر اعلام النبلاء (بیروت،مؤسسۃ الرسالۃ) ص ٦٩،ج ٨

١۵۔ شیخ الحدیث، محمد زکریا کاندھلوی-س ن،اوجزالمسالک (دمشق،دارالقلم) ص ٣۴،ج ١

١٦۔ شیخ الحدیث، محمد زکریا کاندھلوی-س ن،اوجزالمسالک (دمشق،دارالقلم) ص ٣۴،ج ١

١٧۔الذھبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذھبی-١٩٩٦ء، سیر اعلام النبلاء (بیروت،مؤسسۃ الرسالۃ) ص ۴٩،ج ٨

١٨۔الذھبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذھبی-١٩٩٦ء، سیر اعلام النبلاء (بیروت،مؤسسۃ الرسالۃ) ص ۵۵،ج ٨

١٩۔الذھبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذھبی-١٩٩٦ء، سیر اعلام النبلاء (بیروت،مؤسسۃ الرسالۃ) ص ۵٢،ج ٨

٢٠۔ قاضی عیاض،ابوالفضل القاضي عیاض بن موسی الیحصبي-١٩٨٣ء، تدریب المدارک (المغرب،مطبعۃ فضالۃ المحمدیۃ) ص ١٧٠،ج ٢

۲۱۔الذھبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذھبی-۱۹۹۶ء، سیر اعلام النبلاء(بیروت، مؤسسۃالرسالۃ)ص۵۵، ج۸
۲۲۔الذھبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذھبی-۱۹۹۶ء، سیر اعلام النبلاء(بیروت، مؤسسۃالرسالۃ)ص۲۰۸، ج۱
۲۳۔ شیخ الحدیث، محمد زکریاکاندھلوی-س ن، اوجزالمسالک(دمشق، دارالقلم)ص۹۳، ج۱
۲۴۔الذھبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذھبی-۱۹۹۶ء، سیر اعلام النبلاء(بیروت، مؤسسۃالرسالۃ)ص۶۲، ج۸
۲۵۔ شیخ الحدیث، محمد زکریاکاندھلوی-س ن، اوجزالمسالک(دمشق، دارالقلم)ص۲۳، ج۱
۲۶۔ترمذی، أبوعیسی محمد بن عیسی، سنن ترمذی، أبواب العلم، باب ماجاءفي عالم المدینہ، حدیث نمبر ۲۶۸۰
۲۷۔الذھبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذھبی-۱۹۹۶ء، سیر اعلام النبلاء(بیروت، مؤسسۃالرسالۃ)ص۵۶، ج۸
۲۸۔الذھبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذھبی-۱۹۹۶ء، سیر اعلام النبلاء(بیروت، مؤسسۃالرسالۃ)ص۵۷، ج۸
۲۹۔الذھبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذھبی-۱۹۹۶ء، سیر اعلام النبلاء(بیروت، مؤسسۃالرسالۃ)ص۵۷، ج۸
۳۰۔الدہلوی، احمد بن عبدالرحیم المعروف بہ شاہ ولی اللہ الدہلوی-۲۰۰۵ء، حجۃ اللہ البالغۃ(بیروت، دالجیل)ص۳۳۱، ج۱
۳۱۔ابن خلکان، شمس الدین احمد بن محمد بن ابراھیم بن ابي بکر ابن خلکان-۱۹۹۴ء، وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان(بیروت، دار صادر) ص۱۳۶، ج۴
۳۲۔الذھبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذھبی-۱۹۹۶ء، سیر اعلام النبلاء(بیروت، مؤسسۃالرسالۃ)ص۶۴، ج۸
۳۳۔ شیخ الحدیث، محمد زکریاکاندھلوی-س ن، اوجزالمسالک(دمشق، دارالقلم)ص۳۲، ج۱
۳۴۔الذھبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذھبی-۱۹۹۶ء، سیر اعلام النبلاء(بیروت، مؤسسۃالرسالۃ)ص۸۸، ج۸
۳۵۔**المُدوّنہ**- یہ فقہ مالکی کی دوسری مشہور کتاب ہے۔اس میں ان سوالوں کے جوابات جمع کئے گئے ہیں جوامام مالکؒ سے پوچھے گئے تھے پھر انہیں ان کے شاگردوں نے مرتب کر کے کتابی شکل دے دی۔امام سحنونؒ نے اس کتاب کو مرتب کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا۔ بعض مقامات پر ان آثار سے بھی احتجاج کیا جو ابن وہب کی روایت کردہ موطا سے تھے مگر یہ سب کچھ امام ابن القاسم (امام مالکؒ کے شاگرد) سے تصدیق کے بعد کیا۔اس کتاب میں تقریباً چھتیس ہزار مسائل ہیں اور مالکیوں کے ہاں اسے بنیادی حیثیت حاصل ہے۔
۳۶۔ابن عبد البر، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن عبد البر النمري-۱۳۸۷ء، التمھید(مراکش، وزارۃ عموم الأوقاف والشؤون الاسلامیہ) ص۸۶، ج۱
۳۷۔السیوطی، جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر-۱۹۹۷ء، تنویرالحوالک شرح مؤطامالک(بیروت، دارالکتب العلمیۃ)ص۶، مقدمہ
۳۸۔العسقلاني، احمد بن علي بن محمد بن احمد بن حجر-۱۳۷۹ھ، فتح الباري(بیروت، دارالمعرفۃ)ص۱۰، ج۱
۳۹۔ابن الصلاح، عثمان بن الصلاح عبدالرحمن بن موسی-س ن، مقدمۃ ابن الصلاح(قاہرہ، دارالمعارف)ص۱۶۰
۴۰۔الرعیني، شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن عبد الرحمن الطرابلسي-۱۹۹۲ء، مواھب الجلیل في شرح مختصر خلیل(بیروت، دار الفکر)ص۲۴، ج۱

۴۱۔الزرقانی، محمد بن عبدالباقی بن یوسف الزرقانی-۲۰۰۳ء، شرح الزرقانی علی مؤطاامام مالک(القاہرہ، مکتبہ الثقافۃالدینیہ)ص۹،ج۱
۴۲۔السخاوي، شمس الدین أبوالخیر محمد بن عبد الرحمن بن محمد بن ابي بکر بن عثمان بن محمد السخاوي-۲۰۰۳ء، فتح المغیث (مصر،مکتبۃ السنۃ) ص۴۱،ج۱
۴۳۔السیوطي، جلال الدین عبدالرحمن بن ابو بکر-س ن،تدریب الراوي(الریاض،مکتبۃالریاض الحدیثہ)ص۹۱،ج۱
۴۴۔الدہلوی، احمد بن عبدالرحیم المعروف بہ شاہ ولی اللہ الدہلوی-۱۲۹۳ھ،المصفیٰ(دہلی، مطبع فاروقی)ص۳،ج۱
۴۵۔سندھی،عبیداللہ سندھی-۲۰۱۶ء،التمہید لتعریف ائمہ التجدید(مترجم)(لاہور،رحیمیہ مطبوعات)ص۲۵۲
۴۶۔الدہلوی،احمد بن عبدالرحیم المعروف بہ شاہ ولی اللہ الدہلوی-۱۹۸۲ء،المُسویٰ(بیروت،دار لکتب العلمیہ)ص۶۳،ج۱
۴۷۔الزرقانی، محمد بن عبدالباقی بن یوسف الزرقانی-۲۰۰۳ء،شرح الزرقانی علی مؤطاامام مالک(القاہرہ، مکتبہ الثقافۃالدینیہ) ص۶۱،ج۱
۴۸۔محدث دہلوی، شاہ عبدالعزیز-۱۴۳۷ھ،بستان المحدثین(مترجم)(یوپی ہند، مفتی الٰہی بخش اکیڈمی)ص۲۲
۴۹۔الکھنوی،عبدالحئ الکھنوی-۲۰۰۵ء،التعلیق الممجد علی مؤطاامام محمد(دمشق،دار لقلم)ص۹۰،ج۱